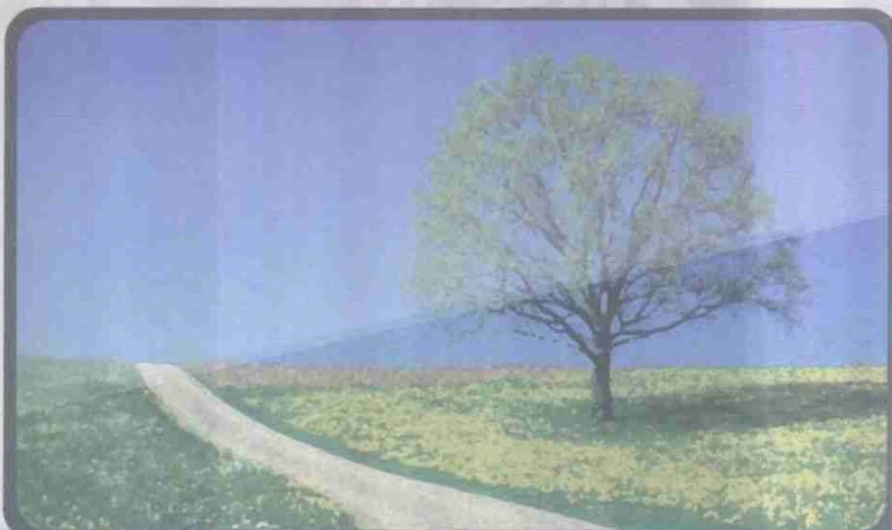
مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سلی - ریاض



راہ جنت

مؤلف عبدالہادی بن حسن الوہبی

✆: ۲۴۱۰۶۱۵-۲۴۱۴۴۸۸/۰۱ فیکس: ۲۴۱۱۷۳۳/۰۱

www.islamnewlife.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ⓒ المكتب التعاوني للدعوة والاشاد بالسلي

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

وهبي ، عبد الهادي بن حسن
التوبة طريق الى الجنة باللغة الأردية. / عبد الهادي بن حسن
وهبي ؛ زبير أحمد اسد الله - الرياض
..ص ؛ .. سم
ردمك : ١-٣٥-٨٠٤٨-٦٠٣-٩٧٨

١- التوبة ٢- الدعوة الاسلامية ٣- الوعظ والارشاد أ. اسد الله،
زبير احمد (مترجم) ب. العنوان

ديوي ٢١٣ ١٤٣٣/٢٠٨٢

رقم الإيداع: ١٤٣٣/٢٠٨٢
ردمك: ١-٣٥-٨٠٤٨-٦٠٣-٩٧٨

راہ جنت

مؤلف

عبدالہادی بن حسن الوہبی

مترجم

زبیر احمد بن اسداللہ
فاضل جامعہ ملک سعود، ریاض

نظر ثانی

عبدالکریم عبدالسلام المدنی

طبع ونشر

کتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سلی ۔ ریاض

ٹیلیفون: ۰۱/۲۳۱۳۳۸۸-۲۳۱۰۶۱۵ فیکس: ۰۱/۲۳۱۱۷۳۳

مقدمہ

بلاشبہ ساری تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، ہم اس کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت کے طلب گار ہیں، ہم اپنے نفس اور اپنے اعمال کی برائی سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت دینا چاہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو گمراہ کرنا چاہے اس کو کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُّسْلِمُونَ ﴾

[آل عمران: ۱۰۲].

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے اتنا ہی ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾[النساء: ۱].

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس

اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيداً (٧٠) يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً﴾ [الاحزاب ۷۰-۷۱].

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سیدھی سچی باتیں کرو تا کہ اللہ تعالی تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

اللہ تعالی کا کلام سب سے عمدہ کلام ہے، اور سب سے بہترین طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے، اور سب سے بری بات دین کے اندر نئی چیزوں کا ایجاد کرنا ہے، دین کے اندر نئی چیزوں کی ایجاد بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

گناہ ہر برائی کی جڑ، اور ہر بدبختی و بدامنی کا باعث ہے، جس جگہ اس نے اپنا قدم جمایا اس کو تباہ و برباد کر دیا، اللہ تعالی نے جتنی قوموں کو ہلاک و برباد کیا اس کے اولین اسباب میں سے گناہ سرفہرست رہا ہے، اور جس کو اللہ تعالی نے عذاب سے بچایا توبہ واستغفار کا اس میں اہم رول رہا ہے، اور قوموں کی پریشانی، تباہی

وبربادی چاہے اجتماعی ہو یا انفرادی یہ تو صرف قانون قدرت سے بغاوت، اور جرائم کے بکثرت ارتکاب کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالی کی کتاب اس حقیقت کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ قوم نوح کو پانی نے ہلاک کردیا، قوم عاد کو تیز وتند ہواؤں نے اکھاڑ پھینکا، قوم ثمود کو ایک چیخ نے نیست ونابود کردیا، اورقوم لوط کا بھی انجام کسی سے مخفی نہیں جب ان کی بستی ہی کو الٹ دیا گیا، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾[العنكبوت: ٤٠].

پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کرلیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے بعض کو زور آور سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسادیا۔اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبودیا، اللہ تعالی ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

گناہ کے اثرات سماج وسوسائٹی پر کس طرح مؤثر ہوتے ہیں یہ کسی سے مخفی نہیں، اس کی نحوست اور ذلت وعار سے پورا معاشرہ مکدر ہوجاتا ہے، یہ اللہ کے

راستے سے دور کرنے والا اور شیطان کے راستے کو میسر و مزین کرنے والا ہے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا، قَالَ: أَقبَلَ عَلَينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا مَعشَرَ المُهَاجِرِينَ خَمسٌ إِذَا ابتُلِيتُم بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَن تُدرِكُوهُنَّ لَم تَظهَرِ الفَاحِشَةُ فِي قَومٍ قَطُّ حَتّٰى يُعلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالأَوجَاعُ الَّتِي لَم تَكُن مَضَت فِي أَسلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوا، وَلَم يَنقُصُوا المِكيَالَ وَالمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ المُؤنَةِ وَجَورِ السُّلطَانِ عَلَيهِم، وَلَم يَمنَعُوا زَكَاةَ أَموَالِهِم إِلَّا مُنِعُوا القَطرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَولَا البَهَائِمُ لَم يُمطَرُوا، وَلَم يَنقُضُوا عَهدَ اللّٰهِ وَعَهدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيهِم عَدُوًّا مِن غَيرِهِم، فَأَخَذُوا بَعضَ مَا فِي أَيدِيهِم، وَمَا لَم تَحكُم أَئِمَّتُهُم بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأسَهُم بَينَهُم))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے مہاجرین کے گروہ! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو جب کسی قوم میں علانیہ فسق و فجور ہوتا ہے (زنا و شراب وغیرہ) تو ان میں طاعون آتا ہے اور ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ اگلے لوگوں میں وہ بیماریاں کبھی نہیں ہوتی تھیں اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو ان پر قحط اترتا ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اور بادشاہ وقت ان

پر ظلم کرتا ہے اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکاۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالی ان پر بارش کو روک دیتا ہے اور اگر دنیا میں چوپائے نہ ہوتے تو بالکل پانی نہ پڑتا اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالی ان پر ایک ایسا دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کی قوم کا نہیں ہوتا اور وہ چھین لیتا ہے بعض اس مال کو جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جب مسلمان حکمران اللہ تعالی کی کتاب سے فیصلہ نہیں کرتے (بلکہ اپنے عقلی قانون اور قوائد پر چلتے ہیں یا ظلم و زیادتی پر کمر باندھتے ہیں) تو اللہ تعالی ان کے اندر لڑائی ڈال دیتا ہے [ابن ماجہ (۴۰۱۹) علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں: صحیح سنن ابن ماجہ (۳۲۴۶)۔

وعن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ ((ما اختلج عرق ولا عين إلا بذنب، وما يدفع الله عنه أكثر))

اور براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ کوئی رگ پھڑکی اور نہ ہی کوئی آنکھ مگر گناہ کے سبب اور اللہ تعالی جو کچھ معاف کرتا ہے وہ بہت کافی ہے [طبرانی نے اس حدیث کو المعجم الصغیر (۱۰۵۳) میں ذکر فرمایا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۵۵۲۱) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

گناہ ذلت و رسوائی کا باعث ہے، اور عزت و سربلندی اطاعت الہی میں مضمر ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿من كان يريد العزة فلله العزة جميعا﴾ [فاطر: ۱۰]

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے۔
اگر ہم عزت کے طلبگار ہیں تو اطاعت الٰہی کو اپنی زندگی کا جزء لا ینفک بنالیں،
گناہوں سے نعمتوں پر زوال اور اللہ کا غضب اور اس کی ناراضگی نازل ہوتی ہے،
نعمتوں کا زوال اور اللہ کے غضب و ناراضگی کا نازل ہونا یہ صرف گناہوں کی وجہ
سے ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا
كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ [الشوریٰ:۳۰]
اور تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ
ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمادیتا ہے۔
﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾ [الرعد: ۱۱]
کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے
دلوں میں ہے۔
﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا
بِأَنفُسِهِمْ﴾ [الانفال: ۵۳]
یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے
جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی۔
اللہ تعالیٰ نے یہاں اس بات کو واضح کردیا ہے کہ نعمتیں جنہیں وہ اپنے بندوں پر

انعام کرتا ہے انہیں ہرگز نہیں چھینتا البتہ ناز و نعمت سے لطف اندوز ہونے والا شخص ہی ان میں ناجائز تصرف کرنے لگتا ہے. ہم میں سے بعض ایسے ہیں جو اطاعت الٰہی کو اللہ کی نافرمانی سے، اس کے احسان و اکرام کو اللہ کی ناراضگی سے، اس کی خوشی کے اسباب کو اس کے غضب کے اسباب سے بدل دیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت عذاب میں بدل جاتی ہے اور وہ اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ دیئے جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

إذا كُنتَ في نعمةٍ فارعَها   فإنَّ المعاصي تُزيلُ النِّعَم
وحافِظ عليها بشُكرِ الإله   فشُكرُ الإلهِ يُزيلُ النِّقَم

نعمتوں کے سائے میں زندگی گزارنے والے! ان نعمتوں کی قدر و حفاظت کر، کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں. رب کائنات کا شکر ادا کر کے ان نعمتوں کی حفاظت کر کیونکہ اللہ کے شکر ہی کے ذریعہ عذاب کا خاتمہ ہوتا ہے۔

گناہ ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے چنانچہ جب انسان اپنے مقام و مرتبہ سے گر جائے تو اس کو اللہ کے علاوہ کوئی عزت دینے والا نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ﴾ [الحج: ۱۸].

جسے رب ذلیل کردے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔

جب انسان اللہ تعالی کے دربار میں اپنے مقام ومرتبہ کو کھو دیتا ہے تو اچھی بھلی چیزوں سے بہت دور ہو جاتا ہے اور ہر بری چیز اس کے استقبال کے لئے تیار رہتی ہے۔

اسی لئے محمد رسول ﷺ نے ہر گناہ سے روکا ہے، کیونکہ اس کے برے اثرات جو سماج وسوسائٹی پر مرتب ہوتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، وَذَكَرَ مِنْهَا: ((إِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)).

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرمایا: محمد رسول ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی انھیں میں سے یہ بھی ذکر کیا کہ گناہوں سے بچو کیونکہ گناہوں سے اللہ کا غضب وناراضگی نازل ہوتی ہے [مسند احمد (۵/۲۳۸)(۲۲۱۷۴).

علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترہیب (۵۷۰) میں حسن لغیرہ قرار دیا ہے]۔

آج ہماری حالت اس قابل ہو چکی ہے کہ ہم از سر نو اس کا مراجعہ کریں، یقیناً یہ بربادی وپستی جو آج ہمارا مقدر بن چکی ہے اس کا اصلی سبب اللہ تعالی سے دوری ہے، لہذا اگر ہم اپنی حالت کو بدلنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالی سے لو لگاتے ہوئے صدق

دل سے توبہ کریں اور اللہ سے جڑ جائیں ۔

اللہ تعالی نے مجھے کتاب وسنت سے چند ایسے نصوص کو اکٹھا کرنے کی سعادت بخشی جو توبہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں ،اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ الہ العالمین اسکو ہمارے لئے سودمند بنادے ،دنیا میں اس کے فیض سے بہرہ ور ہوتا رہوں اور آخرت میں اس چیز کو ہمارے میزان میں بھاری بھرکم بنادے ،اس کے ذریعہ ہمارے مقام ومرتبہ کو بلند وبالا فرما اور امت محمدیہ کو اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمادے ،تو سننے والا اور جاننے والا اور ہر خیر وفلاح کی توفیق دینے والا ہے، میں تجھ ہی پر بھروسہ کرنے والا اور تجھ سے ہی توبہ کرنے والا ہوں۔

مغفرت الٰہی کا طالب:

عبدالہادی بن حسن الوہبی

ص.ب ۶۰۹۳ ر شوران، بیروت، لبنان

فیکس: ۰۱/۷۹۱۰۵۱

www.asseraj.com

کتاب وسنت سے توبہ کی فضیلت

اللہ تعالی نے قرآن مجید کے اندر اور محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ کے اندر توبہ کی ترغیب دلائی ہے، اور اس کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے، کیونکہ ہر انسان اس کا ضرورت مند ہے، لہذا توبہ اور اس کی اہمیت کا جاننا اور اس کے مقتضی کے مطابق عمل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: [جامع العلوم والحکم (۱/۴۵۱)]۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ﴾ [ھود: ۳]

اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (زندگی) دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ گناہوں سے توبہ واستغفار کرنے والے شخص کو اللہ تعالی ایک مقررہ وقت تک اچھے سامان سے نوازتا رہتا ہے یہاں اچھے سامان سے مراد: روزی میں برکت، عیش وآرام کی زندگی، اور ہر تکلیف دہ چیزوں سے دوری ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: [اضواء البیان (۳/۷)]۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور ٣١].

اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

کامیابی وکامرانی تو صرف اور صرف توبہ کرنے والوں ہی کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان میں شامل فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرة: ٢٢٢].

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

التواب: تواب کا معنی بہت زیادہ توبہ کرنے والا اور کثرت توبہ واستغفار کثرت گناہ کو لازم ہے، چنانچہ یہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان چاہے جتنا گناہ کرلے اور پھر ہر گناہ سے توبہ کرلے تو وہ اللہ کی نظر میں حد درجہ محبوب ہوجاتا ہے اور اللہ کے یہاں محبوب ہونا یہ ایک بہت بڑی بات ہے جس کی تمنا ہر آدمی اپنے دل میں بسائے پھرتا ہے [مجمع الفوائد للسعدی (ص:۲۱۵)]۔

اور جب توبہ انسان کو اس مقام ومرتبہ پر پہنچادیتی ہے تو ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ زیادہ سے زیادہ کار خیر کریں اور اپنے ہر فعل سے اللہ کی خوشنودی کے متلاشی بنیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُولَٰئِكَ

يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ [الفرقان: ٧٠].

سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

یہ توبہ کرنے والوں کے لئے سب سے بڑی خوش خبری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو صدق دل سے توبہ کرتا ہے اور جرائم ومعاصی جو اس سے صادر ہوئے ہیں ان پر وہ حسرت وندامت کی آہیں بھرتا ہے اور جب بھی اپنے بیتے ہوئے ان تاریک لمحوں کو یاد کرتا ہے تو خشیت الٰہی سے اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں، وہی شخص جو گناہوں کے ارتکاب کے وقت ایک طرح کی چاشنی وشیرینی محسوس کر رہا تھا اب اس کے سر پر حسرت وندامت کی بدلیاں سایہ فگن ہیں، جس کی وجہ سے خود اس کے گناہ اس کے لئے روشن شاہراہ بن رہے ہیں ایسے شخص کے اعمال کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دینے کا اس آیت میں خوشخبری سنا رہا ہے [جامع العلوم والحکم (۱/۳۰۰)]۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [المائدة: ٧٤].

یہ لوگ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہت

ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

اللہ تعالی پکار رہا ہے توبہ کے دروازے کھلے ہیں، وہ تو توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، چاہے وہ آسمان میں بکھرے ہوئے بادلوں کے مانند ہی کیوں نہ ہوں اور وہ ان کے توبہ کو قبول فرما کر سایہ رحمت میں جگہ دیتا ہے اور ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اللہ تعالی کا توبہ کی طرف اس طرح پکارنا اور اس کی رغبت دلانا یہ تو حد درجہ رحم وکرم اور عفو ودرگزر کی مثال ہے [تیسیر الکریم الرحمٰن (ص:۳۰۸)]۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾ [طه: ۸۲].

ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

اللہ تعالی اس آیت کے اندر بہت زیادہ گناہوں کو بھی معاف کرنے کا برملا اعلان کر رہا ہے، شرط یہ ہے کہ انسان صدق دل سے توبہ کرے، اللہ کی وحدانیت اور اس کے عظیم صفات کا اقرار کرے، اللہ کو خوش کرنے والے اعمال کرے اور پھر راہ راست پر چل پڑے اور اسی پر دنیا سے رخصت ہونے تک قائم ودائم رہے [المجموعة الکاملة لمؤلفات العلامہ السعدی (۶/۱۷۸-۱۷۹)]۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾

[التحريم : ٨].

اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔

اس آیت کے اندر بھی اللہ تعالی اپنے مومن بندوں سے خطاب فرمارہا ہے کہ وہ صدق دل سے توبہ کریں، اللہ سے لو لگائیں، اس کے بدلے وہ ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے، توبہ کرنے والی کی حالت کو اطمینان بخش بنادیتا ہے اور ہر وہ جرائم جس کا وہ ارتکاب کرتا تھا اس سے اس کو محفوظ کردیتا ہے [تمییز المحظوظین عن المحرومین (٣١٦) للمعصومی]۔

توبۂ نصوح: گناہوں سے اس طرح توبہ کیا جائے کہ پھر دوبارہ اس کے قریب نہ جایا جائے۔

توبہ کے باب میں وارد بعض احادیث

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ))

انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہر آدم زاد خطا کار ہے اور ان خطا کاروں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو زیادہ سے زیادہ توبہ کرنے والا ہے [جامع الترمذی (٢٤٩٩) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذی کے اندر حسن قرار دیا ہے (٢٠٢٩)]۔

وعن ابنِ عبّاسٍ رضي اللّهُ عنهما قال : سمعتُ النبيَّ ﷺ يقولُ :

((لو كان لابنِ آدم واديان من مالٍ لابتغى ثالثاً، ولا يملأ جوف ابنِ آدم إلا التراب، ويتوب اللّهُ على من تاب)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر انسان کے پاس دو وادی مال کی ہو تو وہ (اس پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ) چاہے گا کہ اس کے پاس تین وادیاں ہوں، آدمی کا منہ تو (قبر) کی مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالی اسے معاف فرمادے گا جو گناہ سے تائب ہوگا [صحیح بخاری (٦٤٣٦) اور صحیح مسلم (١٠٤٩) یہ الفاظ بخاری کے ہیں]۔

وعن الأغرِّ بن يسارٍ رضي اللّهُ عنهُ قال: قال رسولُ اللّه ﷺ: ((يا أيُّها الناسُ! توبوا إلى اللّه، فإنّي أتوبُ في اليومِ إليهِ مئةَ مرّةٍ))

اغر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرو، میں ایک دن میں ١٠٠ مرتبہ سے زیادہ اللہ سے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا ہوں [مسلم (٢٧٠٢)]۔

وعن أنسِ بن مالكٍ رضي اللّهُ عنهُ قال: قال رسولُ اللّه ﷺ: ((للّهُ أشدُّ فرحاً بتوبةِ عبدهِ، حين يتوبُ إليه، من أحدكم كان على راحلتهِ بأرضٍ

فلاة، فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه، فأيس منها، فأتى شجرة، فاضطجع في ظلها، قد أيس من راحلته، فبينما هو كذلك، إذا هو بها قائمة عنده، فأخذ بخطامها، ثم قال من شدة الفرح: اللهم أنت عبدي وأنا ربك، أخطأ من شدة الفرح).

یقیناً اللہ تعالی اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ اس کی طرف توبہ کرتا ہے، اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی جنگل و بیابان میں اپنی سواری پر سوار ہو، اسی پر اس کے کھانے، پینے کا سامان بھی ہو اور وہ سواری اس سے چھوٹ جائے۔ (تلاش بسیار کے بعد) وہ اس سے مایوس ہوکر ایک درخت کے سائے تلے آ کر لیٹ جائے جب کہ وہ سواری سے مایوس ہو چکا ہو۔ کہ اتنے میں اچانک وہ سواری اس کے سامنے آ کھڑی ہو، وہ اس کی مہار پکڑ کر خوشی کی شدت میں کہہ ڈالے اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، فرط خوشی میں وہ غلطی کر بیٹھتا ہے[مسلم (۲۷۴۷)]۔

یہ سب سے بڑی خوشی کی مثال اللہ کے رسول ﷺ نے پیش کی ہے، اگر اس سے بھی بڑھکر کوئی خوشی ہوتی تو آپ ﷺ ضرور ذکر فرماتے وہیں دوسری طرف توبہ کرنے والے سے اللہ تعالی جنگل و بیابان میں بھٹکے ہوئے شخص سے جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا اچانک اپنی سواری پا کر مچل اٹھتا ہے، کے مقابلہ میں کئی گنا

زیادہ خوش ہوتا ہے۔ ہر طرح کی حمد وثنا بڑائی و بزرگی اللہ تعالی کے لئے ہے اس کا احسان واکرام اس کی ہر خیر وبھلائی ساری چیزوں سے بڑھکر ہے [طریق الہجرتین (۴۳۹)]۔

اللہ تعالی کا اتنا زیادہ خوش ہونا اور وہ بھی ایک توبہ کرنے کی وجہ سے یہ توبہ کی اہمیت وفضیلت کی سب سے بڑی مثال ہے کیونکہ یہی وہ واحد عمل ہے جس پر اللہ تعالی اتنا خوش ہوتا ہے، توبہ بھی ایک عبادت ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی طلب کرتے رہیں [طریق الہجرتین (۴۲۳-۴۲۴)]۔

اس حدیث سے کئی مسائل کا استنباط کیا جاسکتا ہے، ایک طرف جہاں اللہ کی خوشی کا علم ہوتا ہے وہیں دوسری طرف یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کی رحمت ومہربانی بھی اپنے آپ میں بے مثال ہے، ایک مجرم جو اللہ تعالی سے دور بھاگ رہا ہے، اللہ کی مخالفت میں کوئی بھی لمحہ ضائع نہیں کرتا اس کو بھی اللہ تعالی اپنے دامن عفو میں جگہ دے کر خوش ہوتا ہے۔

اخلاقی ناحیہ سے یہ حدیث ہمیں ہر حال میں توبہ واستغفار سے جڑے رہنے کی ترغیب دیتی ہے، تاکہ خطاؤں کے سرزد ہونے کے بعد ہم توبہ کے ذریعہ اللہ کو خوش کردیں۔

اے اللہ کے بندو! اللہ توبہ کرنے والوں سے کتنا خوش ہوتا ہے اس کی کوئی مثال

نہیں بنابریں ہمارے لئے ضروری ہے کہ توبہ کو ہم اپنی زندگی کا ایک اہم جزء بنالیں[شرح العقیدۃ الواسطیۃ (۴۰۵)]۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: وعن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ (التائب من الذنب كمن لا ذنب له)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: گناہوں سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہے جیسے کہ اس سے کوئی گناہ ہی سرزد نہ ہوا ہو [ابن ماجہ (۴۲۵۰) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ میں اسے حسن قرار دیا ہے (۳۴۲۷)]۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ (لو أخطأتم حتى تبلغ خطاياكم السماء، ثم تبتم، لتاب عليكم)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری خطائیں آسمان کو بھی پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرلو تو اللہ تعالی بھی تمہاری توبہ کو قبول فرمالے گا۔[ابن ماجہ (۴۲۴۸) علامہ البانی رحمہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۳۴۲۶) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

یہ حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالی ایسے شخص کے بھی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے جو گناہوں پر گناہ کئے جارہا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بھی توبہ واستغفار کے دامن

کو نہ چھوڑے، چنانچہ یہ سب سے بڑی خوش خبری ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے اور گناہوں کے بعد مایوسی کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے، توبہ واستغفار کرتا ہے، لہذا ہر بندے کو ان ساری چیزوں سے خوش ہونا چاہیے اور رب غفور کی حمد وثنا بیان کرنی چاہیے [تحفۃ الذاکرین (۲۷۵)]۔

توبہ کی حقیقت

توبہ نام ہے اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کا، توبہ نام ہے کارِ خیر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے جڑنے کا، توبہ نام ہے بری چیزوں سے دور رہنے کا، توبہ نام ہے نافرمانی سے رشتہ توڑ کر اطاعت و فرمانبرداری کے راستے پر گامزن ہونے کا، توبہ نام ہے شیطان کے راستے سے بغاوت کر کے رحمٰن کا راستہ اختیار کرنے کا۔ یہاں ہم آپ کو یہ بتاتے چلیں کہ توبہ صرف برائیوں کے ارتکاب ہی پر نہیں ہوتا جیسا کہ آج بہت سارے لوگوں کا تصور ہے کہ جب ان سے جرائم کا ارتکاب ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے لو لگاتے ہیں اور اس سے توبہ واستغفار کرتے ہیں، حالانکہ نیکی اور بھلائی کی چیزوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا یہ بھی موجب توبہ ہے اور برائیوں کے ارتکاب کے وقت کئے جانے والے توبہ سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

کیونکہ اعمال کے اندر اخلاص کا پایا جانا، اللہ سے محبت کرنا، اسی پر بھروسہ کرنا، اس کی رحمتوں کی امیدیں لگانا، اس کے عذاب سے ڈرنا، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اس کو بجالانا اور جن کاموں سے روکا ہے ان سے دور رہنا، اپنے تمام خواہشات کو اللہ کے واسطے قربان کردینا وغیرہ یہ سب ظاہری و باطنی اعمال میں داخل ہیں اور ان ساری چیزوں کا تعلق واجبات سے ہے۔

فلاح عام کو اللہ تعالیٰ نے امور مامورہ کی بجا آوری اور امور منہیہ سے اجتناب کے ساتھ جوڑ دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱].

اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ۔

چنانچہ ہر توبہ کرنے والا فلاح یاب ہونے والا ہے لیکن یہ فلاح یابی اس کو اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ امور مامورہ کی کما حقہ ادائیگی کرنے والا اور امور منہیہ عنہ سے اجتناب کرنے والا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [الحجرات: ۱۱]. اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔

یہاں یہ بات صاف ہے کہ جس طرح امور مامورہ کی بجا آوری سے روگردانی کرنے والا شخص ظالم ہے اسی طرح امور منہیہ کا ارتکاب کرنے والا شخص بھی ظالم ہے اور یہ صفت ظلم اسی وقت ختم ہو سکتی ہے جب ہم امور مامورہ کی کما حقہ ادائیگی کرنے والے اور امور منہیہ سے اجتناب کرنے والے بنیں گے بنابریں ہمارے لئے ضروری کہ ہم برائی کے راستے کو چھوڑ کر اللہ والے بنیں کیونکہ وہی ہمارا معبود برحق اور ہماری خبر رکھنے والا ہے [مجالس شہر رمضان (۳۳۸) لعلامۃ ابن عثیمین رحمہ اللہ]۔

توبہ کی فرضیت

لغزشوں کے صدور کے بعد توبہ فوراً واجب ہے، مندرجہ ذیل نقاط کی وجہ سے توبہ کرنے میں تاخیر کرنا کسی بھی حال میں درست نہیں:

۱- کسی بھی انسان کو یہ معلوم نہیں کہ کل اس کی زندگی میں کیا ہونے والا ہے شاید توبہ کرنے سے پہلے موت ہی اسے اپنے آغوش میں لے لے اور وہ کف افسوس ملتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔

۲- توبہ کرنے میں تاخیر کرنا اس سے ہم انسانوں کے دل سخت پڑ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہم دور ہو جاتے ہیں، اور ہمارے ایمان میں کمزوری صاف طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ [المطففين: ١٤].

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو وہ سیاہی دور کر دی جاتی ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہ گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتی کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتی ہے، یہی وہ ران ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کیا ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے [ترمذی (۳۵۶۹) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذی (۲۶۵۴) میں حسن قرار دیا ہے]۔

۳- گناہوں پر اصرار کرنا، اس کی وجہ سے مجرم اور جرم میں نزدیکیاں بڑھ جاتی ہیں اور وہ اس سے اچھی طرح مانوس ہو جاتا ہیں، پھر تو گناہوں سے باز آنا بہت بڑی بات ہے جیسے سگریٹ نوشی کرنا، ٹیلیویژن دیکھنا، گانا سننا وغیرہ۔

اسی وجہ سے اللہ تعالی نے توبہ کی قبولیت کو استغفار، عدم تکرار اور دوبارہ اس جرم کے قریب نہ جانے کے ساتھ مشروط کر دیا ہے فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵]۔

جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالی کے سوا اور کوئی

گناہوں کو بخش بھی نہیں سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بلاشبہ اہل تقوی جب ان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہوں کا صدور ہوتا ہے تو وہ اس پر اصرار نہیں کرتے بلکہ جیسے ہی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ:(أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْباً فَقَالَ :اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْباً فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبّاً يَغْفِرُالذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ . ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ:أَي رَبِّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي،فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:عَبْدِيْ أَذْنَبَ ذَنْباً فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبّاً يَغْفِرُالذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ:أَي رَبِّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي،فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْباً فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبّاً يَغْفِرُالذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ. اعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ).

حدیث قدسی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے: بندہ جب خطائیں کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے تو اللہ تعالی ارشاد

فرماتا ہے: میرے بندے نے غلطی کی اور اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کا کوئی رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، دوبارہ بندہ غلطی کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے نے غلطی کی اور اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، پھر تیسری بار بھی اس سے غلطی ہوتی ہے اور وہ بندہ یہی کہتا ہے کہ اے اللہ تعالی! تو میرے گناہوں کو معاف فرما دے، اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندے نے غلطی کی اور اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کا رب اس کے گناہوں کو معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، آگے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندے! جا تو آزاد ہے میں نے تیرے گناہوں کو معاف فرما دیا [صحیح بخاری (۷۵۰۷) صحیح مسلم (۲۷۵۸) یہ مسلم کے الفاظ ہیں]۔

بندے کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، جب بھی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ صدق دل سے توبہ کر لے تو یقیناً اللہ تعالی گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، لیکن اس میں اس بات کی قطعی اجازت نہیں کہ ہم جانتے ہوئے بھی غلطیوں کا ارتکاب کریں، امور محرمہ میں غرق رہیں بلکہ اس حدیث میں بندے کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ جب کبھی اس سے غلطی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالی سے توبہ و استغفار کرے کیونکہ گناہوں پر

اصرار کرنا یہ ایک مسلمان کے شایان شان نہیں بلکہ جس قدر ممکن ہو جلد از جلد اس سے چھٹکارہ حاصل کر لے، کیونکہ جب بندہ گناہوں پر مصر رہتا ہے تو ہلاکت و بربادی اس کے سر پر منڈلاتی رہتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ انسان ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ))

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاکت و بربادی ہے ایسے لوگوں کے لئے جو گناہوں پر مصر رہتے ہیں جبکہ انہیں اپنے خطا کار ہونے کا احساس بھی رہتا ہے [یہ اس حدیث کا ایک جزء ہے جسے امام بخاری نے الأدب المفرد (۳۸۰) میں ذکر کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الأدب المفرد (۲۹۳) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ گناہوں پر مصر رہنا بہت ہی خطرناک ہے چہ جائے کہ وہ صغیرہ گناہ ہی کیوں نہ ہوں [شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (۲۱۶/۱)]۔

گناہوں پر اصرار کرنے سے بچو، گناہوں پر اصرار کرنا ہلاکت و بربادی کو دعوت دینا ہے جو یہ ہے کہ استغفار کرنا یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق استوار کرنا ہے، کتنے ایسے لوگ ہیں

جوتمناؤں اور آرزوں کی پوٹلی لیکر پھرتے رہتے ہیں اور ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے جب وہ بستر مرگ پر اپنی ایڑیاں رگڑتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں۔

اے گناہوں پر اصرار کرنے والے لوگو! توبہ کا دروازہ کھلا ہے تو پھر یہ تاخیر کیوں؟ جلدی کرو، اللہ سے لو لگاؤ کیونکہ گناہوں کا انبار لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا یہ عقلمندوں کا کام نہیں۔

قبولیتِ توبہ کی شرطیں

سچی توبہ جس کا حکم اللہ تعالی نے اپنے ہر مومن بندے کو دیا ہے اس کی پانچ شرطیں ہیں:

پہلی شرط: خلوص وللّٰہیت

توبہ کرنے والا اپنی باتوں میں سچا ہو، اس کے اندر اخلاص پایا جاتا ہو، لوگوں کو دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ توبہ کا مقصد اللہ کو خوش کرنا اور اسی سے لو لگانا ہو، ویسے تو اخلاص ہر عمل صالح کی قبولیت کے لئے شرط ہے اور انہیں منجملہ اعمال صالحہ میں سے توبہ بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]. [شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (۱/۹۸)]۔

اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ۔

دوسری شرط: گناہوں پر ندامت و پشیمانی کا اظہار کرنا

انسان اپنے گناہوں پر نادم ہو، جو کچھ اس سے سرزد ہوا اس پر افسوس کا اظہار کرے اور اپنے جرم کو بہت بڑا سمجھے اور اس سے چھٹکارہ حاصل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ((النَّدَمُ تَوبَةٌ))

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توبہ حقیقت میں ندامت وپشیمانی کا نام ہے[ابن ماجہ (۴۲۵۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۳۴۲۹) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

سچی ندامت کی علامت: رقت قلب کا طاری ہونا، آنکھوں کا بھر جانا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا ہے، چنانچہ جب آنکھیں خشیت الٰہی سے اشک بار ہوجاتی ہیں تو اللہ گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے اور حساب وکتاب کو بھی آسان کردیتا ہے۔

اور جب گناہ کرنے والا اپنے گناہ کا اقرار کرلیتا ہے اور یاس وندامت کے آثار اس پر عیاں ہوجاتے ہیں، تو اس کی توبہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوجاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [التوبہ:۱۰۲]

اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے اقراری ہیں جنھوں نے ملے جلے عمل کیے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے، اللہ سے امید ہے کہ ان پر توجہ فرمائے، بلاشبہ اللہ تعالی بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ افک کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: اے

عائشہ مجھے تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبریں پہنچی ہیں، اگر تم بری ہو تو یقیناً اللہ تعالی تمہاری برأت نازل فرمائے گا اور اگر تم سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرو کیونکہ بندہ جب اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیتا ہے تو اللہ تعالی بھی اس کی غلطیوں کو معاف فرما دیتا ہے[صحیح بخاری (۲۶۶۱) مسلم (۲۷۷۰)]۔

اس حدیث سے توبہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح سے اللہ تعالی نے ہر معترف گناہ کی قبولیت توبہ کا برملا اظہار فرمایا ہے۔

وَفِي حَدِيثِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

شداد بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الاستغفار کے بارے میں بتایا کہ بندہ یہ کہے: اے اللہ تعالی! تو ہمارا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے مجھے پید

کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، میں بقدر استطاعت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، میں ان برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن کا میں نے ارتکاب کیا ہے، اور تو نے میرے اوپر جو نعمتیں نچھاور کی ہیں میں ان کا اقراری ہوں، اور میں اپنے گناہوں کا بھی معترف ہوں، اے اللہ تعالی! تو ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے، کیونکہ گناہوں کا معاف کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اس دعا کو صبح ہوتے ہی پڑھ لیا اور شام ہوتے ہی اس کا انتقال ہو جاتا ہے تو وہ جنتی ہے، اور جس شخص نے شام ہوتے ہی اس دعا کو پڑھ لیا اور صبح ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جنتی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ اس دعا کے اندر مذکورہ چیزوں پر ایمان کامل رکھتا ہو۔

خطاؤں کا اعتراف کرنا خطاؤں کو دھلنا اور مٹانا ہے یہ مقولہ بڑا مشہور ہے، آدمی اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے تو یہ اس کے جرم کو دھلنے کے مترادف ہے، جب کہ جرم کا اعتراف نہ کرنا یہ جرم کرنے کے مترادف ہے۔

چنانچہ ہر انسان پر یہ واجب ہے کہ جب اسے اپنی خطاؤں کا احساس ہو تو اس پر نادم ہو، ہو سکتا ہے کہ پاک پروردگار اس کو اپنی کتاب سے مٹا دے، اور اس پر رحم و کرم کا سایہ نازل فرما دے، وہی محسن و مددگار، رحم و کرم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی سے ہم توفیق طلب کرتے ہیں کہ الہ العالمین تو ہمیں اپنی خطاؤں پر

شرمندہ ہونے کی توفیق عنایت فرمادے، کیونکہ ندامت وشرمندگی یہ توبہ کے ارکان میں سے ہے، اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے، اور ہمیں ایسی توبہ کی توفیق دے جو باعث مغفرت ہو۔

تیسری شرط: گناہ کو چھوڑ دینا

اگر گناہ کسی حرام کام کے ارتکاب سے ہو رہا ہے تو فوراً اس کام کا چھوڑ دینا ضروری ہے اور اگر کسی واجب کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ہو رہا ہے تو فوراً اس واجب کا انجام دینا ہے، لیکن وہ انسان جو صرف زبان سے توبہ کرے اور اس کا دل گناہوں کے ارتکاب کی طرف مائل ہو، یا وہ واجبات کے چھوڑنے پر مصر ہو تو ایسے انسان کی توبہ ہرگز سودمند نہیں۔

گناہ پر مصر رہتے ہوئے کی جانے والی توبہ؟

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ سود خوری سے توبہ کر رہا ہے اور وہیں دوسری طرف وہ سودی کاروبار سے بڑی اچھی طرح جڑا ہوا ہے ایسی صورت میں اس کی یہ توبہ ناقابل قبول ہے۔

اسی طرح ایک بندہ یہ کہہ رہا ہے کہ چغلخوری کے قریب نہیں جائے گا اور وہ اس حرام کام سے توبہ کر رہا ہے لیکن وہیں دوسری طرف جب بھی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں وہ دوسروں کی غیبت وبرائی میں لگ جاتا ہے، ایسا انسان اپنی توبہ میں جھوٹا ہے۔

اسی طرح ایک انسان یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تعالی ! میں گانے بجانے سے توبہ کر رہا ہوں لیکن وہ ایک پل بھی اس سے دور نہیں رہتا، ایسا شخص بھی اپنے نفس کو دھوکا دے رہا ہے۔

وہیں ایک انسان داڑھی کے کاٹنے اور تراشنے سے توبہ کرتا ہے لیکن وہ داڑھی مونڈنے سے باز نہیں آتا اور وہ کہتا کہ میں داڑھی مونڈنے سے اللہ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔

اسی طرح جتنے بھی جرائم ہیں اگر انسان اس پر مصر رہتے ہوئے توبہ کرتا رہے تو اس کی یہ توبہ بارگاہ الٰہی میں قابل قبول نہیں۔

اگر اس گناہ کا تعلق دوسرے آدمیوں سے ہے تو بغیر صاحب حق کا حق ادا کیے اس کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا ، فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ . فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ ، أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ، فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ)) .

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی پر بھی اپنے دوسرے (مسلمان) بھائی کا کوئی حق ہو تو اس کو

چاہیے کہ آج ہی دنیا میں اس کی ادائیگی کر دے قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں درہم ہوگا اور نہ دینار، اور قبل اس کے کہ اس کی نیکیوں کو چھین کر صاحب حق کو دے دیا جائے، اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو صاحب حق کے گناہوں کو اس کے اوپر لاد دیا جائے گا [بخاری (۲۴۴۹) (۶۵۳۴)]۔

اگر ہم نے گناہ کیا ہے کسی کا ناحق مال لیکر یا امانت میں ہم نے خیانت کی ہے تو یقیناً ہماری توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم اس حق کو ادا نہ کر دیں، اگر وہ زندہ ہے تو اس تک پہنچا ئیں اور اگر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا ہے تو اس کے ورثاء کو دے دیں اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ صاحب مال کون ہے تو اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیں اللہ تعالی سب کچھ جاننے والا ہے۔

چند جرائم میں سے کسی ایک سے توبہ کرنا

ایک آدمی جو کئی ایک جرائم کا ارتکاب کرتا چلا آ رہا ہے اگر وہ ان میں سے کسی ایک سے توبہ کرنا چاہے تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے اس کی توبہ صحیح ہے، لیکن ایک وہ شخص جو تمام گناہوں سے یک بارگی توبہ کر لیتا ہے تو اس کا مقام ومرتبہ بڑا اونچا ہے اور دونوں کے مابین بڑا فرق ہے۔

مثال کے طور پر ایک آدمی شراب نوشی کے ساتھ سودی کاروبار بھی کرتا ہے اگر شراب سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ صحیح ہے، لیکن سودی کاروبار کی وجہ سے وہ گنہگار

ہوگا اور اس وقت تک وہ سچی توبہ کرنے والوں کی صف میں شامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے تمام جرائم سے توبہ نہ کرلے، کیونکہ ایک جرم سے توبہ کرنا اور دوسرے تمام جرائم کا ارتکاب کرنا یہ ایک مقید توبہ ہے، اس کو عام توبہ نہیں کہہ سکتے۔

چوتھی شرط: آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرنا

توبہ کرنے والا شخص اس بات کا عزم کرے کہ وہ دوبارہ اس گناہ کے قریب نہیں جائے گا جس سے اس نے توبہ کی ہے، رہا وہ شخص جس کا دل برائیوں سے جڑا ہوا ہے، اس کی سوچ موقع کی تلاش میں ہے، موقع ملتے ہی وہ ایک پل کے لئے خاموش نہیں رہتا بلکہ جرائم کی منڈی کا وہ بے تاج بادشاہ بن جاتا ہے، مثال کے طور پر ایک آدمی جو اپنے مال کو حرام کام میں خرچ کرتا ہے، زنا کے لئے دوسرے ملکوں کا سفر کرتا ہے، منشیات کی تجارت کرتا ہے، اچانک وہ فقر و فاقہ سے دوچار ہوجاتا ہے اور اپنی زبان سے یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں معاف فرمادے حالانکہ اس کا دل جرائم کی دنیا سے وابستہ رہتا ہے، جیسے ہی اس کی حالت معتدل ہوتی ہے جرائم کی دنیا سے جڑ جاتا ہے، ایسی توبہ کو اگر ہم مجبوری کی توبہ کہیں تو بیجا نہ ہوگا اور ایسی توبہ مقبول بھی نہیں ہے [شرح ریاض الصالحین (۱/۶۰) لعلامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ]۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم عزم مصمم کریں کہ تائب ہونے کے بعد دوبارہ ایسے ہی گناہ

کا ارتکاب نہیں کریں گے، جیسے کہ تھن سے نکلا ہوا دودھ دوبارہ تھن میں واپس نہیں ہوتا اور اس کی مثال اس مریض کی ہے جس کو ڈاکٹر نے یہ بتایا ہو کہ پھل سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے مضر ہے چنانچہ اگر وہ بیمار شفاء کامل چاہتا ہے تو اس کے اوپر یہ ضروری ہے کہ فوراً پھلوں کا کھانا چھوڑ دے اور یہ عزم کرے کہ بیماری کی حالت میں وہ ہرگز ہرگز پھل نہیں کھائے گا[مختصر منہاج القاصدین (۳۳۴)]۔

ایک شاعر نے اپنے خیالات کی ترجمانی کچھ یوں کی ہے :

تم نے اپنے جسم و جاں کو محفوظ کرلیا ہے ہر تکلیف دہ چیز سے

جبکہ گناہوں سے بچنا زیادہ اہم تھا جہنم سے بچنے کے واسطے

[الجواب الکافی (۱۱۵)]۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بہت ہی ضروری ہے کہ انسان توبہ کرنے کے بعد اگر پھر گناہ کر بیٹھے تو یہ اس کی سابقہ توبہ کے لئے ضرر رساں نہیں، لیکن ایسا کرنے والا دوبارہ اس جرم سے فوراً توبہ کرے اور جب بھی اس طرح کے مسائل اس کی زندگی میں پیش آئیں تو توبہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے کیونکہ اللہ تعالی بہت ہی فضل وکرم والا ہے۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ سچے بنیں، صدق دل سے توبہ کریں، گناہوں سے حقیقی دوری اختیار کریں، جرائم کو ہمیشہ برا سمجھیں، اپنے کالے

کرتوت پر حسرت وندامت کا اظہار کریں [شرح ریاض الصالحین (۱/٦٦) لعلامۃ ابن عثیمین رحمہ اللہ]۔

پانچویں شرط: وہ وقت توبہ کی قبولیت کا ہو

اگر توبہ کی قبولیت کا وقت ختم ہو جائے تو انسان کی توبہ قبول نہیں ہوتی ہے، توبہ کی قبولیت کے وقت کا ختم ہونا اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ہر شخص کے لئے عام ہے۔

۲۔ ہر شخص کے ساتھ خاص ہے۔

رہی بات عام وقت کی تو اس کا وقت سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے تک ہے کیونکہ جب سورج مغرب سے طلوع ہونے لگے گا تو اس وقت کی توبہ قابل قبول نہیں۔

فرمان باری تعالی ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ [الانعام: ۱۵۸].

جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔

اس آیت میں بعض آیت سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تفسیر کی ہے [ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری (۱۲۱ /۷) اس حدیث کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں]۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((..... وَلَا تَزَالُ التَّوْبَةُ مَقْبُولَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَإِذَا طَلَعَتْ طُبِعَ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ بِمَا فِيهِ ، وَكُفِيَ النَّاسُ الْعَمَلَ))

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توبہ اس وقت تک مقبول ہوتی رہے گی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہونے لگے، اور جب سورج مغرب سے طلوع ہونے لگے گا تو ہر دل میں جو ہے اسی پر مہر لگا دیا جائے گا، اور لوگوں کا عمل کافی ہو جائے گا (عمل کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا)[مسند احمد (۱۹۲/۱) (۱۶۷/۱)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصحیحہ (۲۴۰/۴) میں صحیح قرار دیا ہے)۔

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))

ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: اللہ تعالی رات میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں برائی کرنے والا (رات میں) توبہ کرلے اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا (دن میں) توبہ کرلے (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ (جو قرب قیامت کی ایک بڑی نشانی ہے، اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا) [مسلم (۴۹۵۴)]۔

وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ کرلے گا، اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمائے گا [مسلم (۲۷۰۳)]۔

اللہ اکبر! توبہ کی قبولیت کا وقت کتنا طویل ہے، لیکن پھر بھی لوگ اس سے بہت دور ہیں، یہ اللہ کی رحمت ومہربانی ہی ہے کہ اس نے توبہ کو اس قدر مؤخر کردیا ہے اور ہم انسانوں کو یہ موقع دیا کہ ہم سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ کرلیں، اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے توبہ کا کوئی خاص وقت متعین نہیں کیا بلکہ اس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھول دیا ہے [السراج الوہاج (۱۱/۷۵)]۔

رہا معاملہ اس خاص وقت کا جو ہر شخص کے ساتھ خاص ہے تو وہ وقت جانکنی کا وقت

ہے جس سے ہر انسان کو گزرنا ہے، جب وہ وقت آ جائے گا تو کسی بھی انسان کی توبہ اس کے لئے سودمند نہیں ہو سکتی۔

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ))

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسے غرغرہ شروع نہ ہو جائے (یعنی عالم نزع اس پر طاری نہ ہو)

[ترمذی (۳۵۳۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی (۲۸۰۲) میں حسن قرار دیا ہے]۔

یہ حدیث شاہد کہ اللہ تعالی بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا رہتا ہے جب تک روح جسم میں باقی رہتی ہے، حلقوم میں نہیں پہنچتی اور یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے بندوں کو ایسا موقع فراہم کیا جس میں وہ موت کے آنے سے پہلے توبہ واستغفار کر سکیں وہیں دوسری جانب ان کی توبہ کو بھی اللہ تعالی شرف قبولیت سے نوازتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ [النساء: ۱۷].

اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آ جائیں اور توبہ کریں تو اللہ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔

براعمل یہ تمام برائیوں کو شامل ہے چاہے وہ چھوٹی برائی ہو یا بڑی کیونکہ برائیوں کا ارتکاب کرنے والا چہ جائے کہ وہ برائی کو برا سمجھ رہا ہے لیکن حقیقت میں وہ جاہل ہے اس لئے کہ جو بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل شمار کیا جاتا ہے اور وہ شخص جو اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے وہ عالم شمار کیا جاتا ہے۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے (يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ) کا ذکر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان موت سے پہلے توبہ کر لے کیونکہ عمر عزیز یہ بہت کم ہے اور اسی طرح دنیا بھی بہت معمولی اور کم عمر ہے لہذا جس نے موت سے پہلے توبہ کر لیا تو اس نے توبہ کرنے میں جلدی کی اور جس نے توبہ نہیں کی وہ بہت دور ہو گیا۔

زندہ شخص دنیا سے بہت قریب ہے دوسری جانب ایک فوت شدہ شخص دنیا سے بہت دور ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا جسم قبرستان میں سڑ رہا ہوتا ہے اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس نعمت یا نقمت سے دوچار ہو رہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ

أُولَـٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٨﴾ [النساء: ١٨]

ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے تو کہہ دے کہ میں نے توبہ کی، ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر مرجائیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔

ایک ایسا شخص جو موت کے آثار نمایاں ہونے کے بعد توبہ کرے، اور دوسرا جو توبہ ہی نہ کرے اور مر جائے ان میں کوئی امتیاز نہیں بلکہ سب برابر ہیں اور جہاں تک معاملہ موت کے وقت توبہ کرنے کا ہے، درحقیقت اس وقت وہ تمام پردے اٹھ جاتے ہیں جس پر ایمان جانکنی کے عالم میں پہنچنے سے پہلے ہونا چاہیے، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب بستر مرگ پر پڑا شخص اپنی آخری سانسیں گن رہا ہوتا ہے فرشتے بھی اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے اور یہ تمام چیزیں غیبی ہیں جب یہ غیبی چیزیں منکشف ہو جائیں گی تو انسان کا ایمان و عمل کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ توبہ مجبوری کی توبہ ہے اس میں توبہ کرنے والے کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا [ملاحظہ فرمائیں لطائف المعارف (۵۶۹-۵۷۳)]۔

اس باب میں فرعون کا قصہ بڑا مشہور ہے جس کی شہادت خود قرآن دے رہا ہے کہ جب وہ ڈوبتے ہوئے چیخ چیخ کر ایمان کی شہادت دے رہا تھا، مسلمانوں اور بنی

اسرائیل کی صف میں شامل ہونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس سے یہی فرمایا: ﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ [یونس:۹۱].

جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے، اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔

وقت ختم ہو گیا اب تو موت کا وقت آ گیا ہے اب توبہ قابل قبول نہیں لہذا توبہ کرنے میں جلدی کریں کیونکہ کسی انسان کو معلوم نہیں کہ کب اسے موت کو گلے لگانا پڑے، کیونکہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو بصحت و عافیت رات میں نرم ملائم بستر پر سوتے ہیں لیکن صبح ایک لاش میں بدل جاتے ہیں اور پھر انہیں نہلا کر کفن کے جوڑے میں ملبوس کر کے قبرستان پہنچا دیا جاتا ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو کام کرنے کے لئے اپنی آفس تشریف لاتے ہیں لیکن موت انھیں وہیں آ دبوچتی ہے۔

کتنے ایسے شخص ہیں جو اچھی سے اچھی گاڑیوں میں بیٹھ کر سیر و تفریح کے لئے نکلتے ہیں لیکن واپسی لوگوں کے کندھوں پر ہوتی ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو اپنے اہل خانہ سے چائے، ناشتہ، یا کھانا کی فرمائش کرتے ہیں لیکن قبل اس کے کہ وہ چیزیں ان تک پہنچیں وہ خود ہی دنیا کو چھوڑ کر چلے جاتے

ہیں۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو کپڑے پہن کر بٹن بند کرتے ہوئے گھر سے نکل جاتے ہیں لیکن پھر انھیں اپنے بٹن کو کھولنے کا موقع نہیں ملتا بلکہ آخری بار غسل دینے والا اسے کھولتا ہے [تفسیر جزء عم (۱۳۲-۱۳۳ لعلامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ]۔

میرے پیارے بھائیو! موت آنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کرو کیونکہ اللہ تعالی جانکنی سے پہلے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور جب بھی یہ پانچ شرطیں توبہ کرنے والے کے یہاں پائی جائیں گی اس کی توبہ صحیح اور مقبول ہوگی چاہے اس کی برائیاں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [الزمر: ۵۳].

میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

اللہ تعالی دوسرے مقامات پر ارشاد فرماتا ہے جو توبہ کرنے والوں سے متعلق ہے

﴿وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۰].

جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربانی کرنے والا پائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ ٱلتَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِۦ﴾ [التوبہ:۱۰۴].

کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

توبہ سے متعلق کارآمد نصیحتیں

ہر گناہ کے بعد توبہ کریں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَامِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ ذَنْبٌ يَعْتَادُهُ الْفَيْنَةَ بَعْدَ الْفَيْنَةِ، أَوْ ذَنْبٌ هُوَ مُقِيمٌ عَلَيْهِ لَا يُفَارِقُهُ حَتَّى يُفَارِقَ الدُّنْيَا، إِنَّ الْمُؤْمِنَ خُلِقَ مُفَتَّنًا تَوَّابًا نَسَّاءً، إِذَا ذُكِّرَ ذَكَرَ))

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر مومن بندے سے وقتا فوقتا غلطی ہوتی رہتی ہے، وہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو گناہوں سے اس طرح لت پت ہیں کہ دنیا سے جاتے ہوئے بھی اس سے علاحدگی اختیار نہیں کرتے، بلاشبہ اللہ تعالی مومن بندے کو بار بار آزماتا رہتا ہے لہذا جب اس سے غلطی ہو جائے تو فورا اس کو اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے اور جب اس کو نصیحت کی جائے تو صدق دل سے قبول کرنا چاہیے [المعجم الکبیر للطبرانی (۱۱۸۱۰، ۱۲۴۵۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب الصحیحہ (۱۶۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وسلم ((إن الشيطان قال: وعزتك يارب لا أبرح أغوي عبادك ما دامت أرواحهم في أجسادهم. فقال الرب: وعزتي وجلالي لا أزال أغفر لهم ما استغفروني))

ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان نے اللہ کے سامنے اپنی بات رکھی اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک روح ان کے جسم میں باقی رہے گی، شیطان کے اس ناپاک عزائم کا جواب اللہ تعالی نے کچھ یوں دیا: میری اپنی عزت و کبریائی کی قسم میں ان کو اس وقت تک معاف کرتا رہوں گا جب تک کہ وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے [الحاکم (۲۶۱/۴) (۷۶۷۲)، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الجامع (۱۶۵۰) کے اندر حسن قرار دیا ہے]۔

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: ﴿ الذين يجتنبون كبائر الإثم والفواحش إلا اللمم ﴾ [النجم: ۳۲].

قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:

(إن تغفر اللهم تغفر جما　　　وأي عبد لك لا ألما)

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی

سے بھی سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے۔

پھر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے خالق! یہ تیری عظمت کی دلیل ہے کہ تو تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے چاہے وہ کتنے بڑے ہی کیوں نہ ہوں، اور اے میرے مالک! تیرا ایسا کون سا بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہو [ترمذی (۳۵۱۵) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذی (۲۶۱۸) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

گناہوں کو حقیر نہ سمجھیں

گناہوں کو حقیر جاننا، آیئے ایک نظر اس پر بھی ڈالتے چلیں، یہ ایسا جرم ہے جس کی قباحت وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہوتی ہے، چھوٹی چھوٹی خامیاں وکوتاہیاں جن کو انسان کوئی اہمیت نہیں دیتا اور کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر ہر لمحہ اور ہر گھڑی انجام دیتا رہتا ہے، وہیں دوسری جانب شیطان بھی ایک اچھے دوست کا کردار ادا کرتا ہے، گناہوں کو بڑے اچھے انداز میں پیش کرتا ہے اور جب انسان کے پاؤں ایک بار اس پر جم جاتے ہیں تو پھر اس سے واپسی بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو ابتدائی مراحل میں بعض گناہوں کو بہت ہی کمتر گردان رہے تھے لیکن جب وہ بڑھ گئے تو اس سے نکلنا دشوار ترین ہو گیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هٰذِهِ، وَلٰكِنْ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِمَا تُحَقِّرُوْنَ)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ شیطان مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ اس سرزمین (جزیرۂ عرب) میں اس کی عبادت کی جائے لیکن تمہارا گناہوں کو معمولی سمجھنا اس سے شیطان بہت خوش ہوا [امام احمد نے مسند میں (۳۶۸/۲) (۸۷۹۶) ذکر فرمایا ہے یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے]۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (يَا عَائِشَةُ! إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا)

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو حقیر مت سمجھو کیونکہ اس کا بھی اللہ کے یہاں مؤاخذہ ہوگا [ابن ماجہ (۴۲۴۳) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۳۴۲۱) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، كَقَوْمٍ نَزَلُوا فِي بَطْنِ وَادٍ،

فَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، وَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، حَتَّى أَنْضَجُوا خُبْزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ مَتَى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ)

سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہوں کو حقیر مت سمجھو اس کی مثال اس جماعت کی ہے جو کسی وادی میں پڑاؤ ڈالتی ہے پھر اس جماعت کا ہر شخص ایک ایک لکڑی اکٹھا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اتنی مقدار میں ہو جاتی ہے جس سے وہ اپنا کھانا بنا سکے اسی طرح سے چھوٹے چھوٹے گناہوں کا حال ہے جب ان گناہوں کو لیکر گنہگاروں کا مؤاخذہ ہوگا تو انہیں ھلاک کر دیں گے۔ [مسند احمد (۲۳۱/۵) (۲۲۹۱۶) یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر ہے]۔

ایک لکڑی میں کھانا تیار نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ انواع واقسام کے کھانے تیار کرنے کیئے لئے کئی لکڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے جن کے ذریعہ آگ کو بھڑکایا جاتا ہے۔

گناہوں کے معاملہ میں سستی برتنا ایسے ہی ہے جیسے چنگاری جس کو خشک گھاس میں ڈال دیا جائے تو خطرناک آگ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

اکثر وبیشتر آگ چھوٹی چھوٹی چنگاریوں ہی سے لگتی ہے۔

پہلے آنکھیں چار ہوتی ہیں، پھر دل میں خیال پیدا ہوتا ہے، پھر قدم آگے بڑھتے

ہیں اور اس کے بعد گناہ سرزد ہوتا ہے۔

ابو عبد الرحمن الحبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے اور چھوٹے گناہوں کو کوئی اہمیت نہ دے اس آدمی کی طرح ہے جس کو پھاڑ کھانے والے جانوروں نے آ گھیرا ہو لیکن وہ بچتے بچاتے ان کے نرغے سے باہر آ جاتا ہے پھر اس کا سامنا ایک بھاری بھرکم اونٹ سے ہو جاتا ہے لیکن وہ اس سے بھی بچ بچا کر نکل جاتا ہے آخر میں اس کو ایک چیونٹی کاٹ لیتی ہے اس کے بعد کئی چیونٹیاں اس کے جسم کو زخمی کر دیتی ہیں اور وہ آخر میں پچھاڑیں کھا کر گر جاتا ہے، ایسے ہی اس شخص کی مثال ہے جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے اور صغیرہ گناہوں کا شیدائی ہوتا ہے۔

ابن معتز رحمہ اللہ نے فرمایا: چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑنا یہی تقوی ہے، خاردار علاقہ سے گزرنے والے کی طرح ہر اس شی سے بچتے رہو جو ایذاء پہونچانے والی ہو اور چھوٹی شی کو بھی حقیر مت جانو کیونکہ بڑے بڑے پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔

اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری انسانوں کے لئے سب سے بہتر ہے لہذا اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہو، گناہ انسان کو ہلاک و برباد کر دیتے ہیں، برائے مہربانی ہر معصیت کے کاموں سے بچتے رہو اس کے قریب نہ جاؤ، اور

اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ جس شی میں انسان کی ہلاکت چھپی ہے ہر انسان کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس چیز سے اپنے نفس کو محفوظ رکھے۔ اے اللہ کے بندو! اس بات کو جان لو کہ آنے والے کل میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو گناہوں سے بچتے ہیں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ عَقَبَةً كَؤُودًا لَا يَنْجُو مِنْهَا إِلَّا كُلُّ مُخِفٍّ))

تمہارے سامنے دشوار گزار گھاٹیاں ہیں، اس سے وہی شخص بچ سکتا ہے جس کے پاس گناہوں کا انبار نہ ہو، اور خشیت الٰہی سے اس کا دل ہمیشہ معمور رہتا ہو [ملاحظہ فرمائیں مسند بزار (۳۶۹۶) علامہ البانی نے اس حدیث کو الصحیحہ کے اندر صحیح قرار دیا ہے]۔

یہ دشوار گزار گھاٹیاں موت اور اسکے بعد کے مراحل ہیں جیسے قبر کی شدتیں، حساب وکتاب کے لئے دوبارہ زندہ کیا جانا، اللہ کے سامنے پیشی، پل صراط سے گزرنا اور اعمال کا ترازو کے دو پلڑوں میں وزن کیا جانا، جس شخص کو ان چیزوں کے وقوع کا یقین ہے اس کی ہر حال میں یہ کوشش ہوگی کی اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعہ اپنے آنے والے مراحل کو آسان تر بنالے۔

رفقاء سوء سے دوری

برے ساتھیوں اور ہر اس شخص کی صحبت اختیار کرنے سے بچئے جو اللہ کی اطاعت

پر مساعد و مددگار نہ ہو کیونکہ برے لوگوں کی صحبت سے برائی، فسق و فجور اور نافرمانی ہی ملے گی، دوست ہر پل کا ساتھی ہوتا ہے، اس کے اثرات انسان کی زندگی میں نمایاں ہوتے ہیں چاہے وہ خیر کا پہلو ہو یا شر کا، کتنے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اچھے راستے کی اتباع اپنا نصب العین بنالیا تھا لیکن صحبت سوء کی وجہ سے وہ اس راستے سے بہت دور ہو گئے، اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننانوے انسانوں کے قاتل کے توبہ کے بارے میں فرمایا تھا جس کا ذکر صحیح بخاری میں موجود ہے کہ قاتل نے جب اپنی توبہ کے بارے میں ایک عالم سے دریافت کیا تو اس کو یہ بتا گیا کہ فلاں بستی میں جائے وہاں نیک وصالح، عابد و زاہد لوگ رہتے ہیں۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت صالح کی ترغیب دلائی ہے اور اس معنی کی بہت ساری حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جن سے صحبت صالح کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے [بخاری (٣٤٧٠)، مسلم (٢٧٦٦)]۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِناً ، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ)

ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومنوں سے تعلقات استوار کیجئے، اور اپنے دسترخوان پر نیک ہی

لوگوں کو مدعو کیجئے [ابوداود (۴۸۳۲) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابوداود (۴۰۴۵) میں حسن قرار دیا ہے]۔

وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (الرجل على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان اپنے دوست کے منہج اور طریقے کا پابند ہوتا ہے، لہذا دوست بنانے سے پہلے اس کے تمام عادات واطوار اور اس کی دین داری کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں [ابوداود (۴۸۳۳) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابوداود (۴۰۴۶) میں حسن قرار دیا ہے]۔

وعن أبي موسى رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إنما مثل الجليس الصالح والسوء، كحامل المسك ونافخ الكير، فحامل المسك: إما أن يحذيك، وإما أن تبتاع منه، وإما أن تجد منه ريحا طيبة ونافخ الكير: إما أن يحرق ثيابك، وإما أن تجد منه ريحاً خبيثة)

ابوموسی رضي اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اچھے دوست اور برے دوست کی مثال عطر فروش اور لوہار کی ہے،

عطر فروش سے دوستی کرنے پر عطر کا ہدیہ اور تحفہ ملے گا اور نہیں تو اس سے عطر خرید سکتے ہیں اور یہ بھی نہ ہو تو کم از کم اس کی بہترین خوشبو سے محظوظ ہو سکتے ہیں اور رہی بات لوہار سے دوستی کی تو یا تو وہ آپ کے کپڑے کو جلا دے گا یا اس کے ساتھ رہ کر بد بودار ہوائیں پریشان کردیں گی [بخاری (۵۲۱۴) مسلم (۲۶۲۸)]۔

لہذا متقیوں کی صحبت اختیار کیجئے تا کہ اس کے تقوی سے فائدہ اٹھا سکیں اور برے لوگوں کی صحبت سے دوری اختیار کریں کیونکہ برے انسان کے ساتھ رہ کر انسان برا ہو جاتا ہے۔

بکثرت استغفار کرنا

گناہوں سے مغفرت طلب کرنا، گناہوں کے شر سے اپنے نفس کو محفوظ کرنا، گناہوں پر پردہ پوشی کرنا، آج ہم میں سے ہر شخص اس چیز کا زیادہ سے زیادہ ضرورت مند ہے کیونکہ ہر پل اور ہر لمحہ انسان خطائیں کرتا ہے، جیسا کہ اس کی تائید حدیث قدسی سے بھی ہوتی ہے، اللہ کا فرمان ہے: اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں ہی گناہوں کا معاف کرنے والا ہوں لہذا تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہارے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہوں [مسلم (۲۶۲۸)]۔

جس شخص کے گناہوں کو اللہ تعالی نے معاف فرما دیا تو وہ کامیاب وکامراں ہوگیا

اور ایسے شخص کے لئے پل صراط کا بھی راستہ آسان ہو جائے گا۔

ہر عقل وشعور رکھنے والے شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ آنے والی حدیثوں پر ضرور ایک طائرانہ نگاہ ڈالے تا کہ موضوع کی اہمیت کا پتہ چل سکے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضُّحَى ثُمَّ قَالَ: (اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) حَتَّى قَالَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ.

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز ادا کی اور فرمایا: اے اللہ! تو میری مغفرت فرما، اور میری توبہ کو قبول فرما، بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا اور رحمت والا ہے۔ اس چیز کو آپ صل اللہ علیہ وسلم نے سو مرتبہ فرمایا [بخاری نے الأدب المفرد (٦١٩) میں ذکر کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الأدب المفرد (٤٨٢) میں ذکر فرمایا ہے]۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّا كُنَّا لَنَعُدُّ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ اغْفِرْلِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) مِائَةَ مَرَّةٍ.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، ارشاد فرمایا کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مجلس میں یہ دعا (اے اللہ تو ہمیں معاف فرما دے اور میری توبہ کو قبول

فرمالے بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے) سو مرتبہ پڑھتے تھے [بخاری نے الأدب المفرد (٦١٨) میں ذکر کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الأدب المفرد (٤٨١) میں ذکر فرمایا ہے]۔

وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر من قول (سبحان الله وبحمده، أستغفر الله وأتوب إليه)

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا پڑھتے (اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، تیری حمد وثنا بیان کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیرے ہی جناب میں توبہ میں کرتا ہوں [مسلم (٤٨٤)]۔

وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: ما رأيت أحداً أكثر أن يقول: أستغفر الله وأتوب إليه) من رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو یہ دعا پڑھتے دیکھا ہی نہیں اور وہ دعا یہ تھی (اے اللہ میں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری ہی جناب میں توبہ کرتا ہوں [ابن حبان (٩٢٨) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح موارد الظمآن (٢٠٨٣) میں ذکر فرمایا ہے]۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «طُوْبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيْفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا»

عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار پائے گا[ابن ماجہ (۳۸۱۸) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۳۰۷۸) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

وَعَنِ الْأَغَرِّ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ، مِائَةَ مَرَّةٍ»

اغر بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ یہ چیز میرے دل کو ڈھانپ لیتی ہے-اس سے مقصود وہ اوقات ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ذکر سے غافل ہوجاتے تھے لیکن جیسے ہی اس کا احساس ہوتا فوراً توبہ واستغفار کرتے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے-اور بلاشبہ میں سو بار ایک دن میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں[مسلم (۲۷۰۲)]۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا، لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ

بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لھم)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہو تو اللہ تعالی تم کو اٹھا لے گا اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کرے گی اور پھر اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرے گی اور پھر اللہ تعالی اس کو معاف فرمائے گا[مسلم (۲۷۴۹)]۔

اس حدیث سے مقصود یہ نہیں کہ انسان زیادہ سے زیادہ معاصی و جرائم کا ارتکاب کرے اور نہ صرف یہی بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالی بہت زیادہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بلکہ اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرے تاکہ اللہ تعالی اس کو معاف فرمادے[سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۲/۶۰۵)]۔

گناہ کا صادر ہونا انسانی طبیعت کا لازمہ ہے، جس شخص کی یہ کوشش رہی کہ قطعا اس سے گناہ ہی سرزد نہ ہو یقیناً اس نے ایسی چیز کی کوشش کی جو اس کی استطاعت سے باہر ہے کیونکہ معصوم عن الخطاء صرف انبیاء کرام کی ذات ہے اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ اس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوتا تو اس نے لغوبات کہی ہے جو قابل قبول نہیں[شرح الجوہر علی حدیث ابی ذر للشوکانی (ص ۱۵۲)]۔

وعن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استغفر للمؤمنين والمؤمنات، كتب الله له بكل مؤمن ومؤمنة حسنة)

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے دعاء مغفرت کی اللہ تعالی اس کے بدلے ہر مومن اور ہر مومنہ کی طرف سے اسے ایک نیکی سے نوازے گا [طبرانی نے المعجم الکبیر میں ذکر کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۶۰۲۶) میں حسن قرار دیا ہے]۔

عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من قال: أستغفر الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه ثلاثا، غفرت له ذنوبه وإن كان فارا من الزحف)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے تین بار یہ کہا: میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، اور میں اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ میدان جنگ سے بھاگنے والا ہی کیوں نہ ہو [حاکم (۵۱۱/۱) (۱۸۸۴)]۔

وعن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :قال الله تعالى :يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني ،غفرت لك ولا أبالي)

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کا فرمان ہے اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں اور تو مجھ سے مغفرت طلب کرتا رہے تو میں تجھ کو معاف فرما دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں [ترمذی (۳۵۴۰) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما يحكي عن ربه عزوجل قال :(أذنب عبد ذنبا فقال :اللهم اغفرلي ذنبي ، فقال تبارك وتعالى :أذنب عبدي ذنبا فعلم أن له ربا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب ، ثم عاد فأذنب فقال :أي رب اغفرلي ذنبي ،فقال تبارك وتعالى :عبدي أذنب ذنبا فعلم أن له ربا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب، ثم عاد فأذنب فقال :أي رب اغفرلي ذنبي ،فقال تبارك وتعالى : أذنب عبدي ذنبا فعلم أن له ربا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب، اعمل ما شئت فقد غفرت لك)

حدیث قدسی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے: بندہ جب خطائیں کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے تو اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے غلطی کی اور اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کا کوئی رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف بھی کرسکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، دوبارہ بندہ غلطی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو معاف کردے، پھر اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے غلطی کی اور اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرسکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، پھر تیسری بار بھی اس سے غلطی ہوتی ہے اور وہ یہی کہتا ہے کہ اے اللہ تعالی تو میرے گناہوں کو معاف کردے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندے نے غلطی کی اور اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کا رب اس کے گناہوں کو معاف بھی کرسکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، آگے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! جا تو آزاد ہے میں نے تیرے گناہوں کو معاف فرمادیا [صحیح بخاری (۷۵۰۷) صحیح مسلم (۲۷۵۸) یہ مسلم کے الفاظ ہیں]۔

توبہ واستغفار کی کیا اہمیت ہے، اللہ تعالی کی رحمت کتنی وسیع ہے، اس کا فضل وکرم کتنا عام ہے، ان ساری چیزوں کا اس حدیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، وہ توبہ

توبہ نہیں جو صرف زبان تک محدود ہو، اور توبہ کرنے والے کے اعمال و جوارح پر اس کا کوئی اثر نہ ہو، بلکہ توبہ صدق دل سے کی جائے، گناہوں پر اصرار سے دوری برتی جائے، تب جا کے ایسی توبہ موجب مغفرت ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگوں کی اللہ تعالی نے تعریف فرمائی ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [ال عمران:١٣٥]

جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالی کے سوا اور کوئی گناہوں کو بخش بھی نہیں سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

یہی توبہ سودمند اور سابقہ گناہوں کو دھلنے والی اور عذاب سے نجات دلانے والی ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [سورۃ :انفال:٣٣]

اور اللہ تعالی ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے۔ اور اللہ تعالی ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

اہل علم کے نزدیک توبہ واستغفار کرنے والے دو حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

پہلی حالت: انسان زبانی دعویٰ کرے جبکہ اس کا دل گناہوں کی دنیا سے کلی طور پر جڑا ہو، یقین جانیں ایسا شخص جھوٹا ہے، اس کی یہ توبہ توبہ نہیں بلکہ وہ شخص اپنے نفس کو دھوکا دے رہا ہے۔

دوسری حالت: انسان گناہوں کی دنیا سے ناطہ توڑ کر صدق دل سے توبہ کرے اور یہ عزم کرے کہ دوبارہ وہ گناہوں کے قریب نہیں جائے گا، اگر وہ اپنے قول وعمل میں صادق ہے تو یقین جانیں اس کی توبہ مقبول ہے، چنانچہ جب جب بھی اس سے خطائیں سرزد ہوں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے لو لگائے، اسی سے توبہ واستغفار کرے، ایسا کرنے والے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادے [جامع العلوم والحکم (۲/۴۱۰-۴۱۱)]۔

ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا:

میں ان تمام چیزوں سے اللہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جسے وہ جانتا ہے

بد بخت ہے وہ شخص جو رحمت باری تعالیٰ سے محروم کر دیا جائے

اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم وکریم ہے، بندے کا فوراً مواخذہ نہیں کرتا

ہر شخص گناہوں سے لت پت ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے

میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں تمام لغزشوں سے جو سرزد ہوتی ہیں

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کے ممنوعہ کاموں سے رک جائے
خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کا ظاہر اس کے باطن کا گواہ بن جائے
خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کے حرام کردہ چیزوں سے رک جائے

ایسا کام انجام دیں جو باعث مغفرت ہو

عن معاذ رضي الله عنه قال: قلت: يارسول الله أوصني قال: (اعبد الله كأنك تراه، واعدد نفسك في الموتى، واذكر الله عند كل حجر وشجر، وإذا عملت سيئة فاعمل بجنبها حسنة، السر بالسر، والعلانية بالعلانية)

معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی عبادت کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اور تم اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، اور اللہ تعالی کو ہر درخت و پتھر کے پاس یاد کرو، اور جب برائی سرزد ہو جائے تو فورا کوئی نیک کام کرلو پوشیدہ برائی کے بدلے پوشیدہ نیکی کرو اور ظاہری برائی کے بدلے ظاہری نیکی کرو[طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۰/۱۷۵) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصحیحہ (۱۴۷۵) میں حسن قرار دیا ہے]۔

وعن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: قلت يارسول الله أوصني، قال:

(إذا عملت سيئة فأتبعها حسنة تمحها) قال : يارسول الله ، أمن الحسنات لا إله إلا الله ؟ قال : هي أفضل الحسنات)

ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب برائی کا ارتکاب ہو جائے تو اس کے فورا بعد نیکی کرو، یہ گناہوں کو صاف کر دے گی پھر کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا نیکیوں میں سے لا الہ الا اللہ بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ نیکیوں میں سب سے افضل وبہتر ہے [مسند احمد (۱۶۹/۵) (۲۱۵۶۸) یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصحیحۃ (۱۳۷۳) میں ذکر فرمایا ہے]۔

وعن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (إن مثل الذي يعمل السيئات،ثم يعمل الحسنات ، كمثل رجل كانت عليه درع ضيقة قد خنقته ، ثم عمل حسنة فانفكت حلقة ، ثم عمل حسنة أخرى فانفكت حلقة أخرى حتى يخرج إلى الأرض)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی مثال جو برائی کرتا ہے اور اس کے بعد کار خیر بھی کرتا ہے اس آدمی کی طرح ہے جس کے اوپر تنگ زرہ ہو اور اس نے اس شخص کو دبا رکھا

ہو پھر وہ کار خیر کرتا ہے جس سے زنجیر کا ایک حلقہ کھل جاتا ہے پھر وہ آدمی کار خیر کرتا ہے جس سے دوسرا حلقہ بھی کھل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ آسانی سے باہر نکل جاتا ہے [مسند احمد (۱۴۵۰۴) (۱۷۳۵۵) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترغیب والترہیب (۳۱۵۷) میں ذکر فرمایا ہے]۔

وعَن أبِي ذَرٍّ رَضِي اللّٰهُ تَعالى عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰهُ عَلَيه وَسلَّمَ: (اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)

ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جہاں کہیں بھی رہو اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، برائی کے بعد اچھائی کرو یہ برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرو [ترمذی (۱۹۸۷) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح سنن الترمذی (۱۶۱۸) میں حسن قرار دیا ہے]۔

اے میرے بھائیو! کار خیر سے اپنا علاقہ جوڑو، گناہوں سے دوری اختیار کرو، شاید اس کے ذریعہ ہماری صفائی وستھرائی ہو سکے اور ہم اللہ تعالی سے حالت طہارت میں مل سکیں، اور قربت الہی سے اپنے نفس کو فائدہ پہنچا سکیں۔

کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی کی قربت اسی شخص کو حاصل ہوگی جو پاک وصاف ہوگا، لہذا اگر ہم اس کے خواہاں ہیں تو ہمیں اپنے ظاہر و باطن کو پاک و

صاف کرنا ہوگا، کیونکہ ہمارے سامنے ایک ایسا دن بھی آنے والا ہے جس دن کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ‎﴿٨٨﴾‏ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ [الشعراء: ۸۸-۸۹].

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالی کے سامنے بے عیب دل لیکر جائے [ملاحظہ فرمائیں ابن رجب حنبلی کی کتاب اختیار الاولی (٦٧)]۔

یقین جانیں جس شخص کو موت نے گناہوں کی دنیا سے اٹھالیا اور وہ اپنے نفس کو پاک نہیں کر سکا تو ایسے شخص کو جہنم کی آگ کے ذریعہ پاک کیا جائے گا اور جس شخص کو جہنم میں ایک منٹ کے لئے داخل کر دیا جائے گا وہ دنیا کی ساری لذتوں کو بھول جائے گا، وہ حضرات جو گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی انگلیوں کو دنیا کی آگ میں ڈال کر دیکھیں کہ دنیا کی آگ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے جبکہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز اور تپش والی ہے۔

توبہ کو آرزوؤں کی دنیا تک محدود رکھنا

ہر انسان تمناؤں اور آرزوؤں کی دنیا سے جڑتا ہے، کچھ یادیں سنوارتا ہے، زیب وزینت کے نت نئے طریقے سے اس کو مزین کرتا ہے، لیکن کامیاب وہی ہوتا ہے جو خواب سے بیدار ہو کر عملی دنیا سے جڑ جاتا ہے اور ناکامی اس شخص کا مقدر بن جاتی ہے جو آرزوؤں کی کشتی میں سوار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

آج جہاں ہمارے معاشرے میں بہت ساری برائیاں پائی جارہی ہیں، غفلت ان میں سرفہرست ہے، انسان اس میں پڑ کر بہت ساری چیزوں کو بھول جاتا ہے، برائیاں کرتا ہے اور جب اس کی نکارت کا احساس ہوتا ہے تو برملا یہ کہہ بیٹھتا ہے ابھی توبہ کرنے کے لئے بہت وقت بچا ہے، یہ تو بعد کی شی ہے اس کو بعد میں دیکھ لیں گے، کچھ تو ایسے ہیں جو اس کو حج کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں، حج بھی آیا اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کا موقع ملا لیکن توبہ کی توفیق نہیں ہوئی۔

دوسری طرف آپ کو کچھ ایسے لوگ بھی ملیں گے جو یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جب وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائیں گے تب توبہ کرلیں گے چالیس تو درکنار ساٹھ کی عمر کو پہنچ گئے، بڑھاپے نے آ پکڑا، قوی کمزور پڑ گئے، لیکن وہ یہی امید لگائے بیٹھا رہا کہ ابھی تو دنیا کے بہت دن باقی ہیں، ابھی تو لمبی عمر ہمارے سامنے ہے۔

غفلت میں پڑا شخص خطرات سے گھرا ہوتا ہے، یہ ایسی خطرناک شی ہے جو انسانوں سے ہر خیر وفلاح کی چیز کو روک دیتی ہے، تاریکی کا سایہ اتنا عام ہو جاتا ہے کہ اس سے اس کا دل بھی نہیں بچ پاتا برائیوں کی وجہ سے گناہ اس کے دل کو ڈھانپ لیتا ہے اور ایسے دل کی صفائی ناممکن ہو جاتی ہے۔

بیماری اور موت کا واقع ہونا یہ وہ دوسرا سرخ نشان ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ کی رحمت سے بہت دور ہو جاتا ہے، انسان کو توبہ کی توفیق نہیں مل پاتی اور وہ سیاہ دل لئے دنیا سے کوچ کر جاتا ہے اور یہ بات حتمی ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں وہی شخص کامیاب ہوگا جو صاف ستھرا دل لے کر حاضر ہوگا۔

اے بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے والے تو نے شیطان کو خوش کر کے رحمٰن کی عداوت کو للکارا ہے!

کیا تجھے معلوم نہیں کہ موت تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے!

کیا تجھے معلوم نہیں کہ مردہ قبر میں ایک ایک لمحہ مہلت کی آرزو کرے گا تا کہ وہ توبہ کر سکے اور اطاعت الٰہی میں چند لمحات گزار کر سکے لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خبردار کر رہا ہے، ہماری آنکھوں پر پڑے پردے کو کھول رہا ہے اور ہم سے یہ فرما رہا ہے کہ اے غفلت میں پڑے ہوئے انسانو! بیدار ہو جاؤ اس دن

کے لئے تیار ہو جاؤ جب انسان کف افسوس ملے گا، ندامت سے اس کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور اللہ تعالی سے یہ امید لگائے گا کہ الہ العالمین تو ایک موقع اور دے دے لیکن یہ ایسی خواہش ہے جو پوری نہیں ہو سکتی، یہ ایسی پکار ہے جس کو سنا ہی نہیں جا سکتا۔

فرمان باری تعالی ہے: ﴿حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ [المومنون:۹۹—۱۰۰]

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کر لوں۔ ہر گز ایسا نہیں ہونے کا، یہ تو صرف ایک قول ہے جس کا یہ قائل ہے، ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔

کاش ہم اس آیت کے معنی کو سمجھ سکتے، کاش ہم اس آیت پر تھوڑی دیر ہی غور کرتے نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے اس میں نصیحت ہے، ڈانٹ و پھٹکار ہے اس شخص کے لئے جو اس سے دور بھاگتا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ

الصَّالِحِيْنَ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

[المنافقون:۱۰-۱۱].

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں ۔اور جب کسی کی مدت عمر پوری ہو جائے پھر اسے اللہ تعالی ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ بخوبی باخبر ہے۔

اے میرے بھائی فرصت کی یہ چند گھڑیاں جو ہمیں ملی ہیں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں وہ وقت دور نہیں جب توبہ کی قبولیت کے تمام ذرائع مسدود کر دیے جائیں گے ،حسرت وندامت کے علاوہ ہمارے پاس اور کچھ بچا نہ ہوگا ،افسوس صد افسوس کی ہماری صدائیں قبرستان کی چہار دیواری تک محدود ہوکر رہ جائیں گی ،توبہ اور قبولیت کے بیچ دوری پیدا کر دی جائے گی۔

اللہ تعالی سے توبہ کریں ،بڑھاپے تک توبہ کو مؤخر نہ کریں ،تاخیر وتمدید کی چادر سے باہر آئیں ،توبہ کرنے میں جلدی کریں ،اللہ تعالی ساری چیزوں کا جاننے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

سوال وجواب

سوال: سگریٹ نوشی کرنے والے کو آپ کیا نصیحت کرنا چاہیں گے؟

جواب: جو شخص اپنے نفس کا محافظ ہو، اپنے نفس کی قیمت کو سمجھتا ہو، اپنے نفس کے لئے ناصح ہو تو ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ سگریٹ نوشی سے فورا باز آ جائے، اللہ سے توبہ واستغفار کرے، دوبارہ اس خبیث شی کے قریب نہ جائے اور اللہ تعالی سے مدد طلب کرے کہ الہ العالمین تو مجھے اس حرام چیز سے بچا لے، جس شخص نے یہ طریقہ اختیار کیا اللہ تعالی اس کی مدد فرمائے گا اور اس خبیث چیز سے دوری اس کے لئے آسان بنا دے گا۔

یہ بات ہمیں جان لینی چاہیے کہ جس شخص نے اللہ کے لئے کسی چیز کو چھوڑ دیا اللہ تعالی اس کو اس سے اچھی اور بہتر چیز سے نوازے گا اسی طرح پریشانیوں، تکلیفوں کو برداشت کرکے کار خیر کرنے والا اجر وثواب کے اعتبار سے اس کار خیر کے کرنے والے سے بہتر ہے جس کو نیک کام کی انجام دہی میں کوئی پریشانی ہی نہیں ہوتی، چنانچہ سگریٹ نوشی کرنے والا شخص جو اس سے دوری چاہتا ہے، اس کے چھوڑنے کے در پے ہے ابتدائی مرحلے میں یقیناً اس کو پریشانیاں درپیش ہوں گی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ چیز اس کے لئے بہت آسان ہو جائے گی اور اس کی زندگی میں

وہ دن بھی آئے گا جب دنیا اس پر رشک کرے گی اور وہ اپنے بھائیوں کو اسی چیز کی نصیحت کرے گا جس سے وہ نجات پا کر اس مقام کو پہنچا ہے کیونکہ راہ راست کی توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

جو شخص کسی بھی چیز کی طلب میں نیک نیتی سے کام لیتا ہے چاہے وہ نیک کام پر مدد طلب کرنا یا برے کام سے بچنا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالی ساری چیزوں کو آسان بنا دیتا ہے مشکل سے مشکل چیزیں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔

ہم اس اللہ سے دعا کرتے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے کہ اے باری تعالی تو ہمیں کار خیر کی توفیق عنایت فرما دے، ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو ہر برائی سے محفوظ کر دے تو ساری چیزوں کا جاننے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے [الدرر السنیۃ (۱۵/۷۵)]۔

سوال: اس شخص کا علاج کیا ہے جو معصیت و نافرمانی میں ڈوبا رہتا ہے لیکن پھر توبہ کر کے اللہ سے جڑ جاتا ہے پھر کچھ ہی دنوں کے بعد گناہوں کے راستے پر لگ جاتا ہے؟

جواب: توبہ کے راستے پر گامزن رہنا، حق کے راستے کو اختیار کرنا یہ ایسے معاملات ہیں جہاں ہر انسان کو اپنے نفس سے جہاد کرنا پڑتا ہے تب جا کر انسان اپنی مطلوبہ چیز کو حاصل کر سکتا ہے اور اسی کی شہادت قرآن بھی دیتا ہے فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ﴾ [العنكبوت:٦]

اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [العنكبوت:٦٩]

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے یقیناً اللہ تعالی نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔

﴿جَاهَدُوا فِينَا﴾ آیت کے اس ٹکڑے کا مفہوم یہ کہ ہم اپنے نفوس سے جہاد کریں، کافروں سے جہاد کریں، منافقوں سے جہاد کریں، نافرمانوں سے جہاد کریں، شیطانوں سے جہاد کریں، یہ آیت ان تمام چیزوں کو شامل ہے اور انہیں مذکورہ چیزوں میں سے جہادِ نفس بھی ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالی نے مفعول کو حذف کردیا ہے اور آیت کے اندر اس کی تحدید نہیں کی ہے تاکہ یہ جہاد کی تمام قسموں کو شامل ہوجائے، نفس پر کنٹرول رکھنے کے لئے جہاد کے ساتھ ساتھ صبر وتحمل بہت ہی ضروری ہے، نفسوں کی آبیاری کے لئے بہت جانفشانی کی ضرورت پڑتی ہے، بہت ساری قربانیاں دینی پڑتی ہیں، پھر انسان ایک صحیح مرد مجاہد بن کر سامنے آتا ہے، تیز وتند ہواؤں کے جھوکے ہر طرف سے آتے ہیں اور اسے اڑانے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے موقع پر ایک دور اندیش مومن ہی ان پرفتن

چیزوں سے بچ پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ہمیں صراط مستقیم کی توفیق عنایت فرمادے، ہماری توبہ کو قبول فرمالے ہم تیرے خطا کار بندے ہیں، تو ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمادے اور ہمیں ان لوگوں کی صفوں میں شامل کردے جس پر تو نے احسان کیا ہے، اے الہ العالمین! تو ہمیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فردے، تو ساری چیزوں پر قادر ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

[مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ (۳۵۳-۳۵۲/۶)]۔

خاتمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو گناہ بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا، سخت عذاب والا، انعام واکرام والا ہے، جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور اسی کی طرف ہم سب لوٹنے والے ہیں۔

اے خاردار کانٹوں پر چلنے والے، پرخطر راستوں کے مسافر، گناہوں کی دنیا سے جڑنے والے، گناہوں کا انبار عظیم لیکر چلنے والے، میں تمہیں ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں، تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے، تاخیر مت کرو، اس عظیم موقع سے فائدہ اٹھاؤ۔

اللہ تعالی سے سرگوشی کی چند مجلسیں، ندامت کے چند قطرے آنسو، اور استغفار کے چند کلمات مومن بندے کے لئے یہ وہ چند ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالی گناہوں کو معاف فرماتا ہے، درجات کو بلند کرتا ہے اور اسے اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی توبہ کرنے والوں، طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

کیا کبھی سوچا کہ رب ذوالجلال بندوں سے کتنا قریب ہے!

کیا کبھی اس کے رحم وکرم کے بارے میں غور وفکر کیا!

اس کی قربت اور اس کی محبت ہمارے لئے کوئی نئی چیز نہیں پھر بھی ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ ہم تو غفلت میں ڈوب گئے، اپنی سماعتوں پر پردہ ڈال لیا، اب صدائے حق ہمارے اوپر اثر نہیں کرتی۔

میرے پیارے بھائیو! جب اللہ تعالی ہمارے اوپر اتنا مہربان ہے کہ مائیں اتنی مہربان نہیں تو اس کے رحم وکرم کا کیا کہنا جس نے اپنے آپ کو رحمن ورحیم جیسی صفات سے متصف کر رکھا ہے، وہ ایسی ذات ہے جو بندوں کی توبہ قبول کرنے اور انہیں معصیت سے دور رکھنے کے لئے تیار بیٹھی ہے، اور انسان کو وہ چیزیں فراہم کرتی ہے جن کا نفع اس کے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ﴾ [البقرۃ: ۱۱۰]

اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں، اپنے ماضی و مستقبل پر ایک نظر ڈالیں اس دن کے آنے سے پہلے جس دن کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا اور یقیناً وہ دن آنے ہی والا ہے۔

ماضی میں ہم سے جو کوتاہیاں ہوئیں ان پر ہم افسوس کریں، اپنے گناہوں پر آنسو بہائیں، ٹیڑھی چیزوں کو صحیح کریں، اور وہ غلطیاں جن کو ہم کرتے چلے آئے ان کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرلیں، ابھی وقت باقی ہے۔

مستقبل میں ہم کار خیر کرنے کا عزم مصمم کرلیں، اپنے دل کو پاک وصاف کریں، اپنے ظاہر و باطن کے مابین ہم آہنگی پیدا کریں، عمل صالح کے کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں، اور ہمیشہ کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کریں۔

اے میرے بھائی! نرم ملائم بستر پر دراز ہونے سے پہلے سچی توبہ کیجئے، کیا پتہ وہ رات ہماری دنیا کی آخری رات ہو جائے اگر اس رات ہم دنیا سے رخصت بھی ہو گئے تو ہماری وفات سچی توبہ پر ہوگی اور اگر ہم بیدار ہو گئے تو ایک اچھی صبح سے ہمارا سابقہ ہوگا، موت کی مہلت سے ہمیں خوشی نصیب ہوگی، خصوصا جب ہم سونے کے وقت ان دعاؤں کا بھی ورد کرلیں جس کی تاکید ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

اے اللہ تو ہمیں سچی توبہ کی توفیق عنایت فرمادے جس کے ذریعے ہمارے سابقہ گناہوں کی صفائی ہو سکے، ہمارے لئے آسان چیزوں کو اور بھی آسان بنادے، مشکل چیزوں سے ہمیں دور کردے، اور ان لوگوں کی صف میں شامل کردے جو نصیحت کو قبول کرتے ہیں، ہمارے اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی دنیا و آخرت میں مغفرت فرما، تیری رحمتوں سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں تو بہت زیادہ رحم و کرم کرنے والا ہے۔

86

فہرست

صفحات	عناوین
۳	مقدمہ
۱۲	کتاب وسنت سے توبہ کی فضیلت
۲۲	توبہ کی حقیقت
۲۴	توبہ کی فرضیت
۳۰	قبولیت توبہ کی شرطیں
۴۸	توبہ سے متعلق کارآمد نصیحتیں
۷۱	توبہ کو آرزوؤں کی دنیا تک محدود رکھنا
۷۵	سوال و جواب
۷۹	خاتمہ
۸۲	فہرست

مكتب الدعوة بالسلي
هاتف ٠١٢٤١٠٦١٥ تحويله ٥٥٥ - ٠١٢٤١٤٤٨٨ ناسوخ ٢٣٢



التوبة

طريق إلى الجنة

تأليف عبدالهادي بن حسن الوهبي

ـاب الموحد بمصرف الراجحي: SA2280000296608010070509

أردو

www.islamnewlife.com